مشاہدات اور تاثرات کی دنیا

لنڈن کا مشرق و مغرب

مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے

حضرت عرفانی صاحب قبلہ کی قلم سے

میں یورپ کے ہر اس شہر میں جہاں جانے کا مجھے اتفاق ہوا کھلی آنکھ کر پھرتا تھا۔ میں دیکھتا تھا اور سوچتا تھا اور سیکھتا تھا۔ بعض اوقات جب مجھے پوچھتے تو میں جواب دیتا۔ I look and learn.

ہندوستان میں رہ کر میں نے لنڈن کے متعلق بعض ناولوں میں ایسٹ اینڈ کے حالات پڑھے ہوئے تھے۔ یہاں آکر میرے کان میں ایسٹ اینڈ اور ویسٹ اینڈ کی آوازیں بعض اوقات آتی تھیں۔ میں خود بھی ویسٹ اینڈ میں ہی رہتا تھا۔ میں جب ۱۹۲۴ء میں لنڈن گیا تھا۔ اس وقت بھی مجھے ایسٹ اینڈ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس وقت میں ایک مفروضہ کام کو سرانجام دینے گیا تھا۔ وہ کام میرے زیر نظر تھا۔ اور وقت تنگ تھا۔ میں باوجود خواہش اور شوق کے ایسٹ اینڈ کے مناظر سے لطف اندوز نہ ہو سکا۔ اور مشرقی لنڈن کے تمدن معاشرت اور طرز زندگی پر غور نہ کر سکا۔ لیکن اب میں آزاد اور اپنی خوشی کا مالک تھا۔ جدھر چاہتا جاتا اور جو چاہتا دیکھتا تھا۔

میں متعدد مرتبہ مشرقی لنڈن میں آیا۔ اور کئی کئی گھنٹے میں نے اس کے تمدن و تہذیب کو دلچسپی سے مطالعہ کرنے میں گزارے۔ میں اس کے بازاروں اور سیرگاہوں میں پھرا۔ اور اس کے عجائبات کو دیکھا۔ ایسٹ اینڈ کے دن اور رات کو بھی دیکھا۔ اسی طرح ویسٹ اینڈ کے متعلق میرا طرز عمل رہا۔ ان دونوں پر مجموعی غور کرنے کے بعد اور بعض دوسرے شہروں کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ:-

مشرق اور مغرب میں فی الحقیقت بعد المشرقین ہے

اور کپلنگ نے جو کہا ہے۔ کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے" بالکل درست ہے۔ گو واقعات اور حالات نے مشرق اور مغرب کو ملا بھی دیا ہو۔ یورپ نے عموماً اور لنڈن نے خصوصاً اس میں مشرق اور مغرب کی تمدن و تہذیب کی حقیقت کو اپنے نقطۂ خیال سے نمایاں کر رکھا ہے۔ اور مجھے اگر اپنے تاثرات کا صحیح اظہار کرنا چاہیئے تو میں کہونگا کہ اس امتیاز و تفریق مشرقی اقوام کی ذلت ان کی مفلسی اور ناشائستگی یا کم مایئگی کا مظاہرہ ہے

ایسٹ اینڈ میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے مکانات ان کے لباس۔ ان کے حرکات و سکنات اور افعال سے افلاس اور نکبت نمایاں ہے۔ وہاں کے کوچہ و بازار میں نہ وہ صفائی ہے جو ویسٹ اینڈ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اور نہ تمول و دولت کے وہ دلفریب مظاہرے ہیں جو اس قارونی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ بہت ممکن ہے مجھ سے پہلے بہت سے لوگوں نے لنڈن کی مشرقی اور مغربی آبادی پر ایک پرغور نظر ڈالی ہو۔ مگر میں نے جس رنگ میں اسے پڑھا ہے میں اس کے نتائج اور تاثرات کا جدا جدا ذکر کروں گا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ مشرقی لنڈن کا میلا پن اس کی غلاظت باشندوں کے خیالات میں دنائت وغیرہ افلاس کا نتیجہ ہے۔ چونکہ ویسٹ اینڈ میں جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ بڑے دولتمند اور امیر کبیر ہیں۔ اس لئے ان کی طرز زندگی میں اس دولت کی چمک پائی جاتی ہے۔ ان کے مکانات کی رفعت اور آراستگی ان کے قیمتی لباس اور پرتکلف ہوٹلوں میں عیش و عشرت کے ساز و سامان کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ بھی ایک سبب ہو۔ مگر میرا نقطہ نظر بالکل دوسرا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ میری آنکھ سے لنڈن کی مشرقی اور مغربی دنیا کو دیکھیں۔

لنڈن کے گداگر

لنڈن میں گداگری قانوناً منع ہے۔ مگر پھر بھی لنڈن میں گداگری کا مہذب طریق موجود ہے۔ جس پر کوئی قانونی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مہذب بھکاری شاہراہوں ...... اور بڑی بڑی سیرگاہوں اور تفریح کی جگہوں پر اپنی ضروریات کے لئے بھیک مانگنے کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ میں نے اپنے پہلے سفر میں سرسری طور پر اور دوسرے سفر میں بڑے غور و خوض سے صنعت گداگری کا مطالعہ کیا۔ اور میں نے اس کے جن عجائبات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اسے اپنے اہل ملک کی ضیافت طبع کے لئے پیش کر دیتا ہوں

برطانیہ کی اصولی قربانی

انگریزوں کے کریکٹر کی یہ ایک نمایاں خوبی ہے۔ کہ وہ اصول کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مگر اس کریکٹر کو ہم ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اگر کسی اصول کے لئے انہیں کوئی قربانی کرنی پڑے تو اس کمی کی تلافی وہ جزئیات میں آسانی سے کر لیتے ہیں۔ اسی گداگری کو لے لو۔ چونکہ گداگری سے قوم میں دنائت اور پست فطرتی سستی اور اخلاقی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے قانوناً اس کو منع کر دیا۔ اور کوئی شخص قانون کے احترام کے لئے خواہ کچھ بھی ہو بھیک مانگنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے لئے بعض ایسی صورتیں پیدا کرنے میں انہیں مضائقہ نہیں ہوتا۔ جو بظاہر ایک قسم کی تجارت۔ نمائش ہنر کا رنگ رکھتی ہونگی۔ مگر حقیقت میں وہ گداگری کی شان کو اپنی نمائش میں پوشیدہ کئے ہوئے ہیں۔

بھیک مانگنے کے مختلف طریقے

مجھے اگرچہ یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ لوگ جن کا میں ابھی ذکر کرونگا بھیک مانگتے ہیں۔ اس لئے کہ تہذیب اور خودداری کے جس پردہ میں اس گداگری کو چھپایا گیا ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اپنے اہل ملک کو سمجھانے کے لئے مجھے یہی کہنا چاہیئے۔ اور اسی لئے میں ان کے طریق کار کو ان کے بھیک مانگنے کے طریقوں سے موسوم کرتا ہوں ان طریقوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ علم اور عقل یا قومی کریکٹر کا اثر ایک ذلیل سے ذلیل طریق کار کو بھی کیسا شاندار اور قابل احترام بنا دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان مختلف طریقوں کا ذکر کروں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان لنڈنی گداگروں میں عورتیں اور مرد دونو داخل ہیں۔ اور کبھی کبھی وہ ایک خاندان یعنے میاں بی بی کی حیثیت میں ملکر بھی اس پیشہ کو ترقی دیتے ہیں۔

لنڈن کے گداگر اپنے فن میں اسی طرح ترقی کرتے رہتے ہیں جس طرح دوسرے پیشہ ور۔ میں ان لنڈنی گداگروں کے مختلف پیشوں اور طریقوں کا ذکر کرتا ہوں۔

اہو یا سلائی کے ذریعہ گداگری

عام ترکیب تو یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ جو کسی طرح کام کرنے کے قابل نہ رہے ہوں۔

وہ چند دیا سلائی کی ڈبیاں لیکر ایک جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یا ڈبیاں یا تو ہاتھ ہی میں رکھ لیتے ہیں۔ اگر کچھ زیادہ ہوں تو ایک چھوٹے سے کاغذ کے ڈبے میں ڈالکر یا کسی ٹوکری میں رکھ کر اسکو گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ اور صورت سوال بنا کر کھڑے رہتے ہیں۔ خیر لوگ ان کے مافی الضمیر کو خوب سمجھتے ہیں۔ بعض تو بغیر کسی ڈبیا کے لئے حسب توفیق کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں۔ اور بعض جن کو ضرورت ہوئی یا انہوں نے اصول کو قائم رکھنا ضروری سمجھا تو ایک ڈبیہ لے کر ایک آنہ کی بجائے ۲ / ۳ / ۶ / ۱۲ / آنہ تک اپنی حیثیت کے موافق دے دیا۔

طریقہ ہم ...نگ میں ان گداگروں کو ٹمبر مرچنٹ (تاجران چوب) بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر یہ طریقہ ...بول چال خاص موقعوں پر استعمال کی جاتی ہے۔ مجھے اس کا پتہ نہ تھا۔ ایک روز میں ہائیڈ پارک میں ایک نوجوان سے ملا۔ اثنائے گفتگو میں اس نے کہا کہ اگر گداگری کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو کسی ٹمبر مرچنٹ یا بینڈ سے ملو۔ میں اس کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔ آخر میں نے اس کی صراحت کے لئے کہا۔ کہ ان لوگوں کو کیا تعلق۔ تو وہ کھل کھلا کر ہنس پڑا اور اس نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ جو سڑکوں پر دیا سلائی کی ڈبیاں ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑے رہتے ہیں یا جو گلیوں میں باجہ بجاتے پھرتے ہیں یہ سب گداگر ہیں۔ اور اپنے پیشہ کے اسرار اگر وہ بتانا پسند کریں تو بتا سکتے ہیں میں نے اس کی تلمیحات کو بہت پسند کیا۔ اور بعد میں بعض ایسے لوگوں سے میں نے تو دریافت بھی کیا۔

اسی ذیل میں وہ لوگ بھی ہیں جو بوٹوں کے تسمے اپنے گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ اور راہ گیروں کو پیش کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ کاغذ کے ڈبے یا لکڑی کی ٹرے میں مختلف قسم کی اشیاء لئے پھرتے ہیں۔ وہ بظاہر آپ سے یہی درخواست کریں گے کہ ان اشیاء میں سے کچھ خرید لیں۔ مگر یہ ہوتا ہے کہ یا تو یونہی کچھ عطا فرمائیے اور اگر آپ قانون کے احترام کے لئے یا اسے ... مانگنے کی عادت سے بچانے کے لئے اور تجارت کا شوق دلانے کے لئے کوئی چیز خرید لیں۔ تو وہ آپ سے توقع کرتے ہیں۔ کہ آپ ایک آنہ کی بجائے دو یا چار آنہ دیں۔

نقاش الارض

ایک قسم ان گداگروں میں وہ ہے جن کو لنڈن میں

Pavement Artist

یا نقاش الارض کہتے ہیں۔ یہ لوگ تصویر کشی کے فن میں مذاق رکھتے ہیں۔ وہ اپنے ایک چھوٹے سے تھیلے میں مختلف قسم کے چاک رکھتے ہیں۔ جو سفید اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ میں نے اول ہی اول جب ان لوگوں کو دیکھا۔ تو مجھے حیرت ہوئی کہ یہ اچھے خاصے مصور ہیں۔ اور باایں ان کی فلاکت اور تہیدستی کا یہ عالم ہے کہ یہ زمین پر اپنے ہنر کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ بازار میں ایک طرف پتھر کے فرش پر اپنے ہنر کی نمائش کرتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے فقرات لکھ کر گزرنے والوں کو اپیل کرتے ہیں میں نے دیکھا۔ کہ بعض ان میں ... کے ... کو دکھاتے ہیں۔ بعض بڑے آدمیوں کی تصاویر بناکر نمائش کرتے ہیں۔ اور بعض ایسی تصاویر بناتے ہیں کہ وہ خود صورت سوال ہو۔ اور اس کے نیچے اپنا نام بحیثیت ایک عاجز آرٹسٹ کے لکھتے ہیں۔ کبھی بھوکے جانوروں یا گھوڑوں وغیرہ کی تصویر بنا دیتے ہیں۔ ایسے مرقع بھی میں نے دیکھے کہ میدان جنگ سے ناکارہ ہو کر آنے والے سپاہی کے کنبہ پر کیا مصیبت آتی ہے۔ یہ نقاش لارض اپنی میلی ٹوپی سیدھی کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اور اس کے نیچے لکھ دیتے ہیں:۔

Thank you sir

اور ٹوپی میں کچھ اکنیاں اور چاندی کا ایک آدھ سکہ بھی پڑا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کو تحریک کرتا ہے۔ بعض اوقات اس قسم کے مصوروں کے ساتھ بعض آدمی ملے ہوئے ہوتے ہیں جیسے اس ملک میں مداری کے ساتھ ... ہوتے ہیں۔ مصور صاحب اپنا ہنر دکھانے کے لئے زمین پر تصویریں بناتے جاتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آتا ہے۔ اور دوسرے آدمیوں کے ساتھ محو نظارہ ہو جاتا ہے۔ اور جھٹ اپنی جیب سے اکنی یا ۳/ کا سکہ نکال کر پھینک دیتا ہے۔ اور اسے دیکھ کر دوسرے بھی ڈال دیتے ہیں۔

ان نقاشان زمین کے اسرار میں ایک اور چیز بھی حیرت انگیز ہے۔ اور وہ صرف اس ڈرامہ میں ایک ایکٹر کا پارٹ پلے کرتا ہے۔ بعض نوجوان مصور جو کسی اور صورت سے تو کما نہیں سکتے۔ اور ان کا وقار اس کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ سڑک پر جا کر خود بیٹھیں اور پبلک سے اپنے ہنر کے بھیس میں ... مانگیں۔ وہ اس مقصد کے لئے دو چار حسب ضرورت ایجنٹ تلاش کر لیتے ہیں۔ وہ ایسے ہی شکستہ حال پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ہو کر آتے ہیں۔ یہ مصور صاحب لکڑی کے سیاہ تختوں پر کچھ تصاویر بنا دیتے ہیں۔ یا کاغذ کے گتوں پر۔ یہ اناڑی ان تصاویر کو لیکر مختلف جگہ رکھ دیتے ہیں۔ اور لوگ ان کو دیکھتے ہیں اور کچھ نہ کچھ ان کی ٹوپی میں ڈالدیتے ہیں۔ اور پھر جو کچھ وہ کما کر لے جاتے ہیں۔ آدھا آدھا بانٹ لیتے ہیں۔ وضعدار مصور اپنے ان اجیروں کے ذریعہ اچھی کمائی کر لیتا ہے۔

بچوں کے رکھوالے

ان گداگروں میں ایک اور گروہ ہے۔ جو شرابخانوں کے دروازوں پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں شام کے وقت شرابخانوں کے باہر کھڑے نظر آتے ہیں۔ بعض عورتیں جو مے نوشی کے لئے آتی ہیں۔ ان کے چھوٹے بچے بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو اندر نہیں لے جانا چاہتیں تاکہ ان کے رنگ میں بھنگ نہ پڑے۔ اس لئے وہ دروازہ پر ان اجیروں میں سے کسی کے پاس اپنا بچہ چھوڑ کر اندر چلی جاتی ہیں۔ اور جب پی پلا کر باہر آتی ہیں تو کچھ ان صاحب کی بھی نذر کر جاتی ہیں۔ انہیں بھی عورتیں اور مرد دونو ہی ہوتے ہیں۔

موسیقی نواز

ان گداگروں میں ایک جماعت موسیقی نوازوں کی ہے اور وہ کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایک گرامو فون لے لیتے ہیں۔ اور وہ کسی سڑک کے ٹکڑے یا موڑ پر ایک سٹول پر رکھ کر کام شروع کر دیتے ہیں۔ یہ عموماً ایک سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ایک ریکارڈ بدلتا رہتا ہے اور دوسرا ٹوپی ہاتھ میں لئے خراج تحسین وصول کرتا رہتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں بعض ایسے ہیں کہ وہ ایک قسم کا باجہ رکھتے ہیں جو ہنڈل گھمانے سے بجتا ہے۔ ایک چھوٹی سی گاڑی میں وہ لگا یا ہوا ہوتا ہے اور اسے بجاتے جاتے ہیں۔ دوسرا:۔

Thank You Sir

کہہ کر خیرات یا فیس جو کچھ چاہو کہہ لو وصول کرتا جاتا ہے۔ ان دو قسموں سے ممتاز ایک قسم موسیقی نواز ہیں۔

بینڈ نواز

یہ بینڈ بجانے والے ہیں۔ یہ لوگ عموماً کسی فوج کے معزول شدہ یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ اور وہ پورا بینڈ رکھتے ہیں۔ چونکہ اس فن سے واقف ہوتے ہیں اس لئے ان کی بینڈ نوازی نہایت دلکش اور مؤثر ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ لوگ ہفتہ کی شام اور اتوار کی صبح کو عموماً شراب خانوں میں آنے جانے والوں سے اپنا حصہ وصول کرنے کے لئے ایک منظم صورت میں کام کرتے ہیں۔ ان کی پارٹی پوری ہوتی ہے۔ اور حتی الوسع اپنی وردی خواہ وہ کتنی ہی پرانی کیوں نہ ہو پہنتے ہیں۔

لنڈن میں اس قسم کے بینڈ بجانے والے بکثرت ملیں گے۔ خصوصیت کے ساتھ یہ لوگ لنڈن کے مغربی حصہ میں جہاں امراء رہتے ہیں اور بڑے مشہور محلوں جیسے کنگ جیمز۔ ایسٹ اینڈ آکسفورڈ سٹریٹ وغیرہ میں یہ پارٹیاں ضرور ملیں گی بعض اوقات ان کی باجہ نوازی ایسی دلکش اپنے اندر رکھتی ہے۔ کہ لنڈن کے امراء جو ویسٹ اینڈ میں رہتے ہیں۔ باوجود بڑے بڑے ماہرین فن کو سننے کے ان میں سے کسی پارٹی کی سرپرستی کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

بنسری والے

ان موسیقی نواز بھیک منگوں میں بعض بنسری کے استاد ہوتے ہیں اور اپنی بانسری سے قلوب کو جذب کرتے ہیں۔ اور کوئی دلپسند گیت نہایت ہی مؤثر سُر میں اپنی نَے سے سُناتے ہیں۔ میں ایک روز اپنے مکان میں اتوار کے دن صبح کو اخبار پڑھ رہا تھا۔ کہ ایک نہایت لطیف اور سریلی آواز بنسری کی میرے کان میں آئی پہلے تو میں سنتا رہا اور اخبار پڑھتا رہا۔ آخر اس کا جذب غالب آگیا۔ اور میں نے اخبار رکھ کر دریچہ سے سر نکالا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دونوں طرف کے دریچوں سے عورتوں اور مردوں کے اکثر سر نکلے ہوئے ہیں۔ اور سڑک پر ایک شخص ننگے سر اپنی بنسری بجاتا ہوا ٹہل رہا ہے۔ ہفتہ کی رات کو علی العموم لوگ ایک کیف اور مستی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور اتوار کی صبح فرصت و خوش باشی کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ اس لئے یہ لوگ خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بین بجانے والے

اسی قسم میں میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتا ہوں۔ جو بین باجہ بجانے والے ہیں یہ لوگ سکاٹ لینڈ کے باجہ بجانے والوں کی طرح ایک گھاگرا پہن لیتے ہیں۔ گویا وہ گھاگرا پلٹن کے سپاہی تھے۔ اور اکثر اس سے مستعفی ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہی لباس زیب تن کر کے وہ اپنی بین اٹھائے ہوئے اس فوجی آداب کے ساتھ گشت کرتے ہیں۔ اور مست ہو کر بین بجاتے ہیں ان کا مڑنا اور فوجی قواعد کو مد نظر رکھنا ایک دلفریب نقشہ ہوتا ہے۔

کچھ اور قسم کے گویّے

ان کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے پاس نہ بنسری ہوتی ہے۔ اور نہ موسیقی کا ساز۔ بلکہ ان کے پاس شیشے کے ہوتے ہیں۔ اور اپنی انگلیوں سے اس میں ایک نغمہ پیدا کرتے ہیں۔ یہ آواز ایسی سریلی اور مرتب ہوتی ہے۔ کہ سننے والے کو حیرت ہوتی ہے۔ بعض معمولی منہ سے بجانے والا باجہ جو ہمارے یہاں بچے بجانے کے لئے خرید لیتے ہیں۔ رکھتے ہیں اور اسی سے کام چلا لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ مخصوص قسم کے گیت گانے کے ماہر ہوتے ہیں۔ مثلاً بعض ان میں سے پرانے گیت گاتے ہیں۔ اور پرانے فیشن کے لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔

میں ایک مرتبہ ایک سیکنڈ ہینڈ کتابیں بیچنے والے کی دکان پر گیا یہ کوئی نوے برس کے قریب عمر کا بوڑھا تھا میں اکثر اس کی دکان سے کوئی نہ کوئی کتاب لے آیا کرتا تھا۔ اس کی ایک خادمہ جو اس کی رفیقہ زندگی تھی۔ بھی ایک بوڑھیا تھی ایک روز جو میں گیا تو ایک عورت ایک سارنگی بجا رہی تھی۔ اور بڈھے میاں لطف اندوز رہتے۔ مجھے ان کے لطف صحبت میں خلل انداز ہونے کا افسوس ہوا۔ اور میں نے معذرت کی۔ بڈھے میاں نے کہا:۔

مسٹر عرفانی یہ وکٹورین گیت گاتی ہے

یہ لوگ بڑے ہوشیار اور ذہین ہوتے ہیں وہ ہر شخص کے مذاق کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور یہ پتہ لگانے میں بھی ان کو خوب دسترس ہے۔ کہ جس مکان کے سامنے وہ گا رہے ہیں۔ آیرش ہے۔ یا سکاچ اور پھر وہ اسی قسم کے گیت گائیں گے۔ اور یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے ملک اور قوم کے گیتوں اور ترانوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ خوب کماتے ہیں۔

دستکار گداگر

گداگروں کا ایک اور گروہ ہے یہ لوگ بید یا پھٹے کی بعض ضروری چیزیں روزمرہ کے استعمال کی بناتے ہیں۔ چھوٹی ٹوکریاں چھکو وغیرہ بنا کر رکھتے ہیں۔ اور سڑک کے ایک طرف اپنی نمائش کرتے ہیں۔ اور وہاں ہی ہاتھ سے اپنا کام ظاہر کرنا یہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ ہم کام تو جانتے ہیں مگر مارکیٹ میں ہمارے کام کے لئے کوئی موقع نہیں اور کام ملتا نہیں۔ اس طرح پر آنے جانے والے انہیں صورت سوال دیکھ کر کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھار ان کے اس نمائشی سٹاک میں سے کوئی چیز معقول قیمت پر خرید لیتے ہیں۔

غرض

گداگری کے ان مہذب اور سنجیدہ طریقوں سے لنڈن کا کوئی بارونق حصہ خالی نہیں۔ اور پیسے بٹورنے کا یہ انفرادی یا اجتماعی طریقہ ہر حالت میں نہایت کامیاب ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ لوگ نہایت آسانی کے ساتھ ایک معقول رقم روزانہ پیدا کر لیتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھ سے انہیں چاندی اور تانبے کے سکے جمع کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مثلاً ایک دن ایک شخص کے گانے کی آواز میرے کان میں آئی موسیقی بالطبع دل کش چیز و تو ہوتی ہے۔ میں میں اپنی کھڑکی سے سر باہر نکالنے پر مجبور ہو گیا۔ دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ بارش ہو رہی ہے مگر ایک شخص نیم فوجی لباس پہنے ننگے سر بغیر کسی چھتری یا برساتی کے پانی میں شرابور مست جا رہا ہے۔ اور اپنے سریلے ترانوں سے اہل محلہ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ وہ ایک امید افزا گیت گا رہا تھا۔ اور سننے والے اس کو ناامید نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کھڑکیوں میں سے اس پر چاندی اور تانبے کے سکوں کی بارش ہو رہی تھی۔ میں بھی ۶ / ۲ پنس کا سکہ گرائے بغیر نہ رہ سکا۔

اسی طرح میں نے دیکھا۔ کہ سینٹ جارج ہسپتال کے سرے پر ایک فوجی سپاہی جس کی ٹانگ بیکار ہو گئی تھی شام کو صرف دو گھنٹہ کے لئے وہاں آتا اور اپنی پالتو کتیا کو ساتھ لیکر ایک سٹول پر بیٹھ جاتا اور دو گھنٹہ میں کم از کم سات آٹھ شلنگ لیکر چلتا ہوتا میں نے اس سے پوچھا۔ سارجنٹ! آپ کی روزانہ آمدنی کیا ہوگی۔ اس نے ہنستے ہوئے مجھے کہا۔ میں چار گھنٹہ سے زیادہ کام نہیں کرتا۔ اور دس بارہ شلنگ کما لیتا ہوں۔ جو میرے اور میری پیاری کے لئے کافی ہیں۔

گدایان پس پردہ

یہ تو وہ گداگر ہیں جو پبلک میں آتے ہیں اور لوگ انہیں ملتے اور دیکھتے ہیں۔ ان کے سوا ایک اور جماعت ہے جس کو کوئی نہیں دیکھتا۔ یا کم از کم دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی سکاٹ لینڈ یارڈ کے خفیہ پولیس کے عملہ کے لوگ ان کی سراغرسانی میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ یہ گداگری نہایت شاندار اور اعزازی رنگ رکھتی ہے۔ اس میں وضع وردی کی خاص شان نمایاں ہے۔ یہ کبھی کبھی میاں بیوی دو گداگر ہوتے ہیں۔ اور کبھی دونوں میں سے کوئی ایک۔ یہ لوگ شہر کے مخیر اور متمول طبقہ کے لوگوں کو نہایت ہی رحم آفرین خطوط لکھتے ہیں۔ ان کی مصائب کی داستان پتھر دل کو بھی موم کر دیتی ہے وہ اپنی مرفّہ الحالی کے بعد مختلف ابتلاؤں میں اسیر ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور بطور قرض مدد چاہتے ہیں۔ شریف اور نیک دل لوگ ایسے مصنوعی مصیبت زدہ لوگوں کی مدد سے دریغ نہیں کرتے اور کبھی کبھی یہ راز افشا ہو جاتا ہے تو ایسے پردہ نشین فقیر پولیس کورٹ میں نمودار ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

کو بھی خدا تعالےٰ نے ابراہیم کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ پس تم سب روحانی طور پر اس ابراہیم کے بیٹے ہو۔ اگر تم اپنے اندر قربانی کی وہ روح پیدا کر لو۔ جو اسماعیل نے کی تھی۔ تو جس طرح اسماعیل کی قربانی قبول ہوئی۔ اسی طرح تمہاری قربانیاں بھی قبول ہونگی۔ اسماعیل اور ہاجرہ خدا کے لئے دنیا سے کٹ گئے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ساری دنیا کو ان سے جوڑ دیا۔ پس قربانی کی یہ روح پیدا کرنے سے اگر تم دنیا سے کٹ جاؤ گے تو خدا کے لئے ساری دنیا تم سے وابستہ ہو جائیگی۔ پس چاہیئے کہ ہر مرد اسماعیل بنے اور ہر عورت ہاجرہ کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے ہاجرہ بنے۔ تب تم دیکھو گے کہ دنیا کتنی جلدی بدل جاتی ہے۔

اس کے بعد احباب ایک دوسرے سے گلے ملتے رہے۔ اور حضور سے مصافحہ کا شرف بھی حاصل کرتے رہے۔ قربانیاں تین یوم تک ہوتی رہیں۔ اس طرح یہ مبارک تقریب گزر گئی۔

جماعت احمدیہ دہلی کو نماز عید آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھائی

دہلی ۴ مارچ۔ بروز بدھ جماعت احمدیہ دہلی و شملہ نے نماز عید الضحیٰ حسب معمول روشن آرا باغ میں باقتدا آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب ادا کی۔ احمدی خواتین بھی نماز میں شامل ہوئیں۔ جن کے لئے پردہ کا خاص انتظام تھا۔ آنریبل سر موصوف نے خطبہ عید میں فرمایا۔ کہ آج اسلام نے ہر مومن کے ہر قسم کی قربانی کی تجدید کا دن مقرر کیا ہے۔ یہ وہ دن ہے جبکہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے عزیز ترین قربانی اپنے خالق اور مالک کے حضور پیش کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آپ کو تو پہلے ہی قربانی کے لئے پیش کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنی نسل کی قربانی بھی پیش کر دی۔ پس آج کے روز اس عظیم الشان قربانی کی یادگار میں خدا تعالےٰ نے ہر مومن کے لئے تجدید کا دن مقرر کیا ہے۔ تاکہ وہ ہر سال ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے عہد باندھے۔ یہ بکرے اور دنبے وغیرہ تو صرف اپنی عقیدت کے اظہار کی ظاہری علامت ہے۔ دراصل قربانی کرنے والا یہ پیش کرتا ہے۔ کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے۔ وہ سب خدا کی راہ میں قربان ہے۔ جان و مال حتیٰ کہ اپنی ساری نسل۔ سر موصوف نے موجودہ حالات کے پیش نظر فرمایا ہر احمدی کو ہر قسم کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ جو کچھ وہ پیش کرتا ہے وہ اس امر کا اظہار ہے کہ وہ باقی سب کچھ قربان کر دے گا۔ اگر اس سے مطالبہ کیا جائے۔

(الفضل)

مقبرہ بہشتی کے ضروری اعلانات

(۱) الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ہر موصی کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ اپنی وصیت کو دو اخباروں میں شائع کرائے۔ اس کے متعلق میں نے موصی صاحبان کو توجہ دلائی تھی۔ جس پر بعض نے توجہ کی ہے۔ اور ابھی بہتوں نے توجہ نہیں کی۔ حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے۔ جن موصیوں کی وصیت اخباروں میں ابھی تک نہیں چھپی۔ وہ جلد شائع کرا دیں۔ قانونی لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے۔

(۲) گذشتہ مشاورت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جن موصیوں نے صرف جائیداد کی وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ حصہ آمد کی بھی وصیت کریں۔ میں اس کی نسبت پہلے بھی اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ جو موصی حصہ آمد کی وصیت نہیں کریں گے۔ ان کی وصیتیں منسوخی کے لئے مجلس میں پیش کر دی جائینگی۔ مگر ابھی صرف موصیوں نے توجہ نہیں کی۔ لہٰذا پھر توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد حصہ آمد کی وصیتیں کر کے بھجوا دیں۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ ۲۹/۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضؓ

حضرت سائیں امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ (مجذوب) سکنہ نوشہرہ ککے زئیاں کے حالات

(۲)

پھر کچھ عرصہ بعد ہم تو ملازمت کے لئے باہر نکل گئے سائیں صاحب بہت عرصے تک حالت سلوک میں رہے مجذوبیت کی حالت ان پر ابھی ظاہری نہیں ہوئی تھی سالہا کی خان ہے۔ کہ جب وہ مجذوب ہو گئے۔ تو انہیں نہ اپنے بدن کی خبر رہی اور نہ کپڑوں کی ہوش۔ رستانہ دار پھرتے رہتے تھے۔ بھوک پیاس کی کچھ احتیاج نہ تھی۔ کئی دفعہ دیکھا گیا۔ کہ وہ چلتے چلتے ٹھہر گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف منہ کرکے باآواز بلند سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح۔

کہ کر چل پڑتے۔ مگر جب کبھی ہم سے ملتے۔ تو باہوش ہو کر خیریت دریافت فرماتے۔ چائے پینے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ ان کے چہرے پر کبھی ملال کا رنگ نہیں دیکھا گیا۔ جب ملتے تو خندہ پیشانی سے ہنس کر کر بات کرتے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ کریم امام الدین مرحوم کو قرب رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے درجات بلند کرے۔ جس کی سعی بلیغ سے ہمیں یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ اللّٰھم آمین۔

ذیل کے واقعات میرے ایک عزیز بابو عبدالرحمٰن صاحب احمدی نے چشم درج کرنے کے لئے عطا فرمائے ہیں۔

(اول) میرا بڑا بھائی بابو محمد شفیع صاحب احمدی دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ امتحان قریب آگیا۔ تو ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ محمد شفیع گھر پر پڑھ رہا تھا اور ان کے سامنے نقشہ لٹک رہا تھا۔ تو سائیں امام الدین صاحب تشریف لے آئے۔ محمد شفیع نے جھٹ پٹ ان کی خاطر و مدارات شروع کر دی۔ اور التجا کی۔ کہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ تو سب مضمون میں اول رہیگا۔ لیکن یہ جو سامنے نقشہ لٹک رہا ہے۔ اس میں تو کامیاب نہیں ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔ یعنی میرا بھائی تاریخ جغرافیہ میں فیل ہو گیا۔

(دوئم) ہمارے ایک بھائی بابو کرم الٰہی صاحب اسٹیشن ماسٹر کا صاحبزادہ محمد شفیع تھا۔ اس نے سائیں امام الدین صاحب کو رات بھر اپنے گھر دیکھا۔ اور اس کی خوب خاطر تواضع کی۔ اور صبح اسے بیس پچیس روپے کا ایک عمدہ دوشالہ دیا۔ جسے وہ لیکر چلا گیا اگلے دن جب واپس آیا۔ تو دوشالہ ندارد۔ پھر ویسی پرانی گودڑی پہنی ہوئی۔

ذیل کے واقعات ہمارے امیر جماعت احمدیہ حلقہ پسرور جناب ابو محمد عبد اللہ صاحب سکنہ کھیوہ باجوہ نے نہایت مہربانی فرما کر عطا فرمائے ہیں جو میں درج ذیل کرتا ہوں

سائیں امام الدین میرا بہت ہی پرانا دوست تھا۔ اور اسکو احمدیت کی وجہ سے مجھ سے بہت ہی محبت تھی۔ وہ اکثر آکر مجھے ملا کرتے تھے۔ ایک واقعہ تو ان کی ہوش کے وقت کا ہے۔ اور دوسرا ان کی مجذوبیت کے وقت کا ہے۔ وہ جب کبھی آیا کرتا تھا۔ تو ہمیشہ سلسلہ کے متعلق ہی بات چیت کیا کرتا تھا۔ اس کی حالت سلوک کا یہ واقعہ ہے۔ کہ ہم دونو کلاس والا میں گئے۔ اور بازار میں ایک ہندو کی دوکان پر بیٹھ گئے۔ ہندو مسلمان کے مذہب کے متعلق بات چیت شروع ہو گئی۔ ہماری طرف سے سائیں امام دین بات چیت کرنے لگا۔ اور اس نے ہندو پنڈت کو بالکل لاجواب کر دیا۔ تو پھر بڑی خوشی سے بازار کے بیچ میں کھڑے ہو کر باآواز بلند کہا۔ انا لنحن الغالبون

حالتِ مجذوبیت کا واقعہ

ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں آیا۔ اور مسجد کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر میرے بڑے بیٹے چوہدری محمد اسماعیل صاحب کو بلا کر پوچھا۔ کہ تمہارے والد صاحب کہاں ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ وہ ہل لیکر گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا ابھی جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔ غرض جب میں آیا۔ تو دیکھا۔ کہ سائیں صاحب کے کپڑے سب کیچڑ اور پانی سے لت پت ہو رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیا بات ہے۔ کہنے لگے میں آج ڈیک کی ملاقات کو گیا تھا۔ کنارے پر کھڑے ہو کر ڈیک کو کہا۔ کہ آؤ مل لو۔ اس نے جواب دیا کہ ایسے نہیں مل سکتے۔ تب امام الدین نے کہا۔ اچھا لو ہم خود ملتے ہیں۔ جھٹ ڈیک میں گھس کر ملاقات کر لی۔

ان کی زندگی کی کچھ اور باتیں بھی ہیں۔ جو کسی دوسری قسط میں انشاء اللہ روانہ کر دونگا۔ والسلام

خادم ماسٹر عبدالعزیز احمدی۔ نوشہرہ ککے زئیاں

بقلم محمود ۱۰۔۲۔۳۶

مسجد اقصیٰ کے مینار کو دیکھ کر

خیال آیا:-

شانِ ارفع دیکھتے ہی قامتِ مینار کی
ہو گئی بالا بلندی پست قدِ یار کی

(حسن رہتاسی)

نیشنل لیگ لاہور کی اہم قرار دادیں

نیشنل لیگ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۷ فروری کو زیر صدارت جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب ایم۔ ایل۔ سی صدر نیشنل لیگ لاہور منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں۔

(۱) عملہ ڈاکخانہ قادیان نے جو رویہ احمدی پبلک قادیان کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی تکلیف دہ ہے۔ یہ اجلاس محکمہ ڈاک کے افسران سے پر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان تمام شکایات کے متعلق جو اخبار "الفضل" میں وقتاً فوقتاً عملہ کے متعلق شائع ہوتی رہتی ہیں۔ تحقیقات کر کے قصور دار عملہ والوں کو قرار واقعی سزا دے۔

(۲) یہ اجلاس بڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے احمدی بھائیوں کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور غیر احمدیوں نے جو ظالمانہ سلوک ان سے روا رکھا ہے۔ اس کی پُر زور مذمت کرتا ہے اور حکام ضلع سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مظلومین کی داد رسی کی جائے۔

(۳) قرار پایا۔ کہ "مذہبی ڈاکو" جیسی گندی، غلیظ اور دل آزار کتاب کو ابھی تک ضبط کرنے میں حکومت نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں سخت کوتاہی کا ثبوت دیا ہے۔ اس وجہ سے ہم محترم صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی خدمت میں نہایت زور سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ چونکہ آب از سر گذشت والا معاملہ ہو چکا ہے اس لئے ہم کو کسی عملی قدم اٹھانے کی اجازت دی جائے۔

(۴) یہ جلسہ حکومت پنجاب کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ احرار جماعت احمدیہ کے مقدس مذہبی مرکز میں اپنی گزشتہ سال کی شرارتوں کا اعادہ کر رہے ہیں۔ لیکن افسران متعلقہ خاموش ہیں۔ ان کی یہ صریح بے انصافی اور غفلت بہت بڑے فتنہ کا پیش خیمہ ہو گی۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ خطرناک صورت حال کے پیدا ہونے سے پیشتر انسدادی تدابیر عمل میں لائے۔

(۵) قرار پایا۔ کہ یہ اجلاس صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ کو یقین دلاتا ہے۔ کہ سلسلہ کے ناموس کی خاطر ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

(۶) قرار پایا۔ کہ ان قرار دادوں کی نقول اخبار "الفضل" "الحکم" "فاروق" صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ۔ گورنمنٹ پنجاب۔ اور ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو بھیجی جائیں۔

(سیکرٹری نیشنل لیگ لاہور)

درخواست دعا

میرے دوست مسٹر عبد المجید صاحب عاجز شملوی عنقریب آرسنل کے ایک امتحان میں شامل ہونے والے ہیں ان کی کامیابی کے لئے تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ (سید عبد الباسط از قادیان)

مکتوباتِ احمدیہ

الحکم نے خدا تعالٰے کے فضل سے اس سلسلہ میں بھی کما حقہٗ خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور سینکڑوں مکتوبات کو محفوظ کر دیا ہے۔ اسی سلسلہ کی بعض خطوط ہم نے خانصاحب عبد المجید خاں صاحب آف کپور تھلہ کے نام کے بعض مکتوبات قبل ازیں ہم شائع کر چکے ہیں۔ خان صاحب کے والد بزرگوار حضرت خان محمد خان صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائی تھے۔ خان عبد المجید خاں صاحب کو بھی یہ رنگِ محبت ورثہ میں ملا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ اکثر دعاؤں وغیرہ کے لئے خطوط لکھا کرتے تھے۔ حضرت اقدس بعض اوقات حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ یا کسی بزرگ سے جواب لکھوا دیا کرتے تھے۔ مگر خان عبد المجید خان صاحب کی یہ عادت تھی کہ جب تک وہ حضرت اقدس کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط نہ جائے اسوقت تک یہی خیال کرتے تھے۔ کہ میرے خط کا جواب نہیں آیا۔ چنانچہ ایک آدھ دفعہ خان صاحب نے حضرت اقدس سے اس امر کی شکایت بھی کر دی۔ اس پر لطیف مکتوب حضرت مفتی صاحب نے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ایک خط لکھا۔ جو قارئین کے از دیاد ایمان کے لئے درج اخبار کرتا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

مخدومی مکرمی خان صاحب۔   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج آپ کا خط مجھے ملا۔ جس میں آپ تاکید فرماتے ہیں۔ کہ حضرت کے نام جو آپ کا خط ہو اس کا جواب آپ سوائے حضرت کے اور کسی کے ہاتھ سے نہیں چاہتے۔ سو آج حضرت نے آج مجھ سے دریافت فرمایا ہے۔ کہ عبد المجید صاحب کے خطوط کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟۔

میں تعجب کرتا ہوں۔ کہ حضرت کے نام آپ کے خطوط کا جواب فوراً دیا جاتا ہے۔ اور عموماً میں خود لکھتا ہوں۔ بلکہ حضرت کی تحریر بھی آپ کو روانہ کرتا ہوں پھر بھی آپ نے حضور کو ایسے الفاظ لکھے ہیں جن سے حضور کو یہ خیال ہوا ہے۔ کہ گویا آپ کو خطوط کا جواب ہی نہیں دیا جاتا۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ بوضاحت لکھتے۔ کہ میرے خطوط کا جواب بدستخط محمد صادق حضور کی طرف سے پہنچتا ہے۔ مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

اور اب بھی آپ حضرت کو اطلاع کر دیں۔ اور کھول کر اب رہی یہ بات کہ ہم آپ کے خطوط کا جواب لکھا کریں یا نہ لکھا کریں۔ سو اس کے متعلق یہ گذارش ہے۔ کہ مجھے آپ کا حکم ماننے بھی کبھی تامل نہ ہوتا۔ مگر میں حضور علیہ السلام کے حکم سے مجبور ہوں۔ مجھے جب حکم ہوتا ہے کہ میں ایک خط کا جواب لکھوں۔ تو وہ مجھے ضرور لکھنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی کو پسند ہو یا ناپسند۔ اس کا خیال نہیں۔ اطاعت حکم سے مطلب ہے۔ آج حضور نے مجھے حکم دیا۔ کہ اس کا جواب لکھو۔ میرے عرض کرنے پر پھر فرمایا کہ اچھا میں بھی لکھوں گا۔ مگر آپ بھی لکھو۔ فرمایئے اب میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔ والسلام۔ خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ۔ قادیان ۲۶ ۔۔۔

اس واقعہ سے محبت اور اطاعت کے گراں قدر جذبے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

الغرض

آج کی اشاعت میں پھر خان صاحب کے بعض خطوط اور ان کے جوابات شائع کرتا ہوں۔ تاکہ حضرت اقدس کے گرامی نامہ کا شانِ نزول بھی معلوم ہو سکے۔

(ایڈیٹر)

خان صاحب عبد المجید خانصاحب کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از کپور تھلہ۔ ۳۰ر مارچ ۱۹۰۷ء

جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور! عاجز کئی ایک عریضہ جات خدمت بابرکت میں گذارش کر چکا ہے۔ مگر اس وقت تک کوئی جواب غلام کو نہیں ملا۔ اس صورت میں طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اس لئے بار بار تکلیف دی جاتی ہے۔ یہاں پلیگ بڑی سخت ہے۔ حضور ہمارے لئے دعا فرماویں۔ بارگاہِ الٰہی میں محض حضور کے تعلق کو جتا جتا کر دُعا کی جاتی ہے۔ ورنہ ہماری روحانی حالت بہت گندی ہے۔

حضور کے جواب کا منتظر،

حضور کا غلام :۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکتوب مبارک

السلام علیکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از کپور تھلہ ۔ ۱۶ مارچ ۱۹۰۸ء

جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عاجز اپنے چھوٹے بھائی عزیز بشیر احمد کو سہارنپور کے کالج متعلقہ باغات کی اور سیر کلاس میں داخل کرنا چاہتا ہے ۔ مگر بغیر حضور کی اجازت حاصل کئے اور اس کے داخلہ کے قبل دعا کرائے بغیر میں ہرگز اس کو وہاں پر بھیج نہیں سکتا ۔ اجازت حاصل کرنے کے واسطے ایک عریضہ بذریعہ ڈاک گذارش کر چکا ہوں ۔ جسکا جواب عاجز کو موصول نہیں ہوا ۔ اور اگر حضور اجازت دیدیں تو وقت داخلہ تھوڑا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا ۔ کہ بذریعہ عریضہ دستی اجازت کی درخواست کی جائے ۔ اور دعا کے لئے خواستگار ہوں ۔ چنانچہ حامل عریضہ ہذا کو حضور کی خدمت میں بھیجتا ہوں ۔ کہ کالج مذکور میں سہ سالہ پڑھائی ہے ۔ اور گورنمنٹ ملازمت دینے کی ذمہ دار ہے ۔ اور جو تعلیم پوری کر کے ملازمت کریں انکو گورنمنٹ ابتدائی تنخواہ ۵۰ روپیہ کے قریب دیگی ۔ کالج نیا ہے ۔ شروع میں وظیفہ بھی پڑھائی کیلئے سرکار سے قریباً کل لڑکوں کو ملتا ہے ۔ اگر حضور پسند فرماویں تو اجازت دیدیں ۔ اور دعا فرما کر فخر بخشیں تاکہ عزیز بشیر احمد کے داخل کرانیکا جلد انتظام کروایا جاوے ۔ ورنہ جیسا حکم ہو کیا جاوے ۔ حضور کے جواب باصواب کا منتظر عاجز غلام ۔ بندہ عبد المجید نائب مہتمم

(حضور میں اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھوں ۔ اگر حضور کسی چیز کے لئے حکم کریں جو کہ بوقت حاضری یعنی جب قادیان حاضر ہوں ہمراہ لیتا آؤں ۔ عاجز غلام ۔ بندہ عبد المجید)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا [illegible] … [illegible]

[illegible]

خاکسار مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

از کپور تھلہ ۔ ۱۴ فروری ۱۹۰۹ء

جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور کی علالت طبع کا سنکر دل کو صدمہ ہوا ۔ خدا تعالیٰ جلد صحت کلی عطا فرما دے ۔ حضور جان ہیں اور کل جہان جسم ہے ۔ حضور کی بیماری کی خبر سخت بے چینی کا موجب ہوئی ہے ۔ حضور بواپسی ڈاک اپنی صحت سے اطلاع بخشیں ۔ اس معاملہ میں جس کے لئے حضور نے توجہ فرمائی تھی ۔ وہ اب درست ہوتا معلوم ہوتا ہے ۔ یعنی صاحب بہادر نے جو استعفا دیا تھا ۔ وہ اب واپس لینے کے قریب ہیں ۔ حضور کی خدمت میں بطور یاد دہانی بعد عجز التماس ہے ۔ کہ حضور دعا فرما دیں ۔ کہ سرکی حضور اندر دام اقبالہٗ یعنی مہاراجہ صاحب بہادر کے دل میں نرمی پیدا ہو ۔ اور وہ صاحب بہادر کی دلجوئی کر دیں ۔ اتنے میں صاحب خوش ہو جائیں گے اور کام بدستور جاری رہے گا ۔

صاحب بہادر کی میم حضور کی خدمت میں بعد عجز دعا کے لئے التماس کرتی ہیں ۔ خود حاضر ہونے کو تیار ہیں ۔ مگر حالات موجودہ اجازت نہیں دیتے ۔ بعد میں وہ اس معاملہ میں کوشش کریں گے

حضور کے جواب کا منتظر ۔ عاجز غلام

بندہ عبد المجید نائب مہتمم

بعد سلام مسنون ۔ … [illegible]

خاکسار مرزا غلام احمد

قابل توجہ موصیان

الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر موصی کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنی وصیت کو دو اخباروں میں شائع کرائے ۔ اس کے متعلق میں نے موصی صاحبان کو توجہ دلائی تھی ۔ جس پر بعض نے توجہ کی ہے ۔ اور بھی بہتوں نے توجہ نہیں کی ۔ حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے ۔ جن موصیوں کی وصیت اخباروں میں ابھی تک نہیں چھپی وہ جلد شائع کرا دیں ۔ قانونی لحاظ سے بھی یہ ضروری ہے ۔ گذشتہ مشاورۃ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا ۔ کہ جن موصیوں نے صرف جائیداد کی وصیت کی ہوئی ہے ۔ ان کے لئے ضروری ہے ۔ کہ وہ حصہ آمد کی بھی وصیت کریں ۔ میں اس کی نسبت پہلے بھی اطلاع دے چکا ہوں ۔ کہ جو موصی حصہ آمد کی وصیت نہیں کریں گے ۔ ان کی وصیتیں منسوخی کے لئے مجلس میں پیش کر دی جائیں گی ۔ مگر اس طرف موصیوں نے توجہ نہیں کی ۔ لہٰذا پھر توجہ دلائی جاتی ہے ۔ کہ جلد سے جلد حصہ آمد کی وصیتیں کر کے بھجوا دیں ۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

محبی اخویم میاں عبد المجید خاں صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ملا ۔ میری طبیعت کئی دنوں سے بہت علیل ہو رہی ہے ۔ اپنے ہاتھ سے خط لکھنے کی طاقت نہیں ۔ لیکن بوجہ آپ کے تردد کے یہ خط میں نے آپ کہہ کر لکھوایا ہے ۔ باقی سب خیریت ہے ۔ میری علالت کی وجہ سے جواب لکھنے میں تاخیر ہو گئی ۔

مرزا

خاکسار مرزا غلام احمد

۱۵ / اگست

خودکُنی و خود کُنانی کار را
خود تو رونق دہی آں بازار را

(از قلم صوفی فضل الٰہی صاحب احمدی بمبئی والے)

گزشتہ سے پیوستہ

خاکسار کا قبل کے مضمون میں امیر امان اللہ خاں سے دنیاداروں کی محبت کا ذکر کرنا غور و فکر کرنے والے سعید فطرت انسانوں کے لئے ازدیاد ایمان و محبت اور ہمدردی کے باعث اور خدا تعالےٰ اور اس کے ماموریں کے منکرین کی محبت و ہمدردی کی حقیقت کے دکھلانے کے لئے تھا۔ اور پھر خدا تعالےٰ اور ...... اس کی عام مخلوق خصوصاً نوع انسان کو بلا طمع و لالچ اور بلاتمیز لیاقت و مرتبت محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے بطور یاددہانی کے تھا۔

میں نے خوب غور سے مطالعہ کیا۔ اور بار بار مطالعہ کیا۔ اس گہرے مطالعہ کے بعد مجھے میری ضمیر نے اس نتیجہ پر پہنچایا۔ کہ زمانہ حال میں اگر کوئی جماعت بے لوث اور بے غرض محبت و الفت کرنے والی ہو سکتی ہے۔ تو وہ زمانہ حال کے مامور من اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی جماعت ہی ہو سکتی ہے۔

دنیاداروں یا دوسرے معنوں میں خدا تعالیٰ کے مامور کے منکرین نے امیر امان اللہ خاں کی محبت و ہمدردی کو چھوڑا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کے دلوں میں امیر امان اللہ خاں کے لئے وہی جذبات ہمدردانہ موجود ہیں اور رہیں گے۔ ہیں یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کی محبت کسی لیاقت و مرتبت کی خاطر نہ تھی بلکہ امیر امان اللہ خاں کو اللہ تعالےٰ کی مخلوق کا ایک فرد سمجھتے ہوئے تھی۔

امیر امان اللہ خاں گو اب بادشاہ نہیں ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کی مخلوق کا ایک فرد ضرور ہیں۔

یہ بے لوث اور بے غرض محبت و ہمدردی بغیر خدا تعالےٰ کے مامور کے ماننے کے ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

وہ انسان جو خدا تعالےٰ کے مامور کے منکر ہوں جو نوع انسان کا سچا اور حقیقی ہمدرد اور محبت و الفت کا حقیقی مرکز ہوتا ہے وہ انسان کیسے کسی سے بے لوث و بے غرض محبت و ہمدردی کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ جب سچے ہمدرد اور محب سے عداوت اور بغض ہو سکتا ہے۔ تو پھر عام انسانوں سے امکانِ بغض اور عداوت یقینی ہے۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

سعید فطرت انسانوں کے لئے چھوٹی سے چھوٹی بات اور چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی خدا تعالیٰ سے محبت اور اس کے بندوں سے اور پھر عام مخلوق سے ہمدردی و الفت پیدا کرنے کے لئے ایک ذریعہ اور سبب ہو سکتا ہے۔

سُنا گیا ہے۔ کہ حضرت گوتم بدھ نے بوڑھے بیمار اور مردے کو دیکھنے پر خدا تعالےٰ اور اس کے بندوں اور پھر عام مخلوق خدا سے محبت پیدا کرنے کی راہ اختیار کی۔ جن راہوں سے داخل ہو کر گوتم بدھ خدا تعالےٰ اور اسکی مخلوق سے محبت و ہمدردی کرنے میں شہرۂ آفاق اور کامیاب و کامگار ہوا۔ اور غیر فانی زندگی کا وارث بنایا گیا۔ وہ ایسی راہیں ہیں۔ کہ ہر آن اور ہر وقت بلاتمیز زمانہ بلا رنگ و ملک پورے اور صاف طور سے جوان۔ بوڑھے۔ عالم اور جاہل فلاسفر اور سائنس دان سب کے لئے یکساں کھلی ہوئی ہیں۔ لیکن ان راہوں سے داخل ہو کر بے لوث و بے طمع محبت و ہمدردی اپنے اندر پیدا کرنے والے شاذ و نادر ہی دیکھے گئے ہیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت اور رحمت سے ان راہوں کو انسان کے بے جا کبر و غرور توڑنے اور محبت و ہمدردی پیدا کرنے کے لئے ظاہر کرتے ہوئے انسان کو

خودکُنی و خودکُنانی کار را
خود تو رونق دہی آں بازار را

کا ایک پُر معارف مضمون سُنایا ہے۔

روحی فداہ سردار انبیاء مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ اور اس کی مخلوق سے محبت و الفت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ موت کو یاد کرنا بتلایا ہے دراصل موت کو یاد کرنے پر ہر ایک انسان باقی دو راہوں یعنے بوڑھاپے اور بیماری کے خوفناک و المناک نظاروں کو آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ دراصل موت کو یاد کرنا بیماری اور بوڑھاپے کو ہی یاد کرنا ہے

عام طور پر یہ دو حالتیں ہی موت کا پیغام دیتی ہیں اور موت کو قریب کر دیتی ہیں۔ بیماری اور بڑھاپے کے حالات زندوں کو مردہ بنا دیتے ہیں۔

یہ سب حالات خاکسار کی ظاہری آنکھ اور دل و دماغ نے بارہا دیکھے۔ اور جو کچھ لکھا جا رہا ہے یہی بارہا کئی امیروں اور کئی غریبوں ناداروں اچھے برے انسانوں کو سنایا جاتا رہا ہے۔

جن لوگوں نے مجھ سے خدا تعالےٰ اور اس کے ماموریں سے اور پھر خدا تعالیٰ کی عام مخلوق سے محبت و الفت کی باتیں سنیں۔ ان میں سے بہت اس دنیائی فانی میں نہیں دیکھے جاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

؎ "رست آنکہ بر موت دار د نگاہ"

یعنی دنیا کے رنج و غم سے وہی نجات پا سکتا ہے جس نے موت پر نظر رکھی۔ بڑھاپے کی بیکسی کو یاد دلانے کے لئے کچھ ذکر کئے دیتا ہوں۔ موت کی مجبوری اور بیکسی میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ بمبئی کے زمانہ قیام میں ایک بوڑھا لاکھ پتی مجھ سے روزانہ دیوان حافظ اور رباعیات عمر خیام سنا کرتا تھا۔ دیکھا جایا کرتا۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ ایک لاکھ پتی انسان ہے۔ نہ بیوی کو اس کی آواز کی طرف توجہ ہے۔ اور نہ ہی بچوں کو اس کی گفتگو میں پسندیدگی اور نہ اُس کے ملازموں کو اس کی چیخ و پکار پر رغبت۔ اگر ملازم پاس کے بچے اپنی ماں سے کہتے کہ اماں جی آپ کو سیٹھ صاحب بلا رہے ہیں تو وہ بچوں یا ملازموں کو جواب میں کہتی کہ سیٹھ کو تو بڑھاپے نے پاگل کر دیا ہے۔ اگر پاگل نہ ہوتا تو فارسی کیسے پڑھتا اور سُنتا۔

ایک اور لاکھ پتی بوڑھے کو دیکھا گیا۔ کہ جس کے گھر میں خاکسار کا عموماً آنا جانا تھا۔ اس کو مذہبی گفتگو سے بڑی دلچسپی تھی۔ اس کی ماہوار آمدن پانچ چھ ہزار روپیہ کے قریب تھی۔ باہر کے لوگ تو اسکو بڑا دانا تجربہ کار سمجھتے۔ لیکن گھر میں بیوی بیٹے بیٹیاں اور ملازم سب کے سب کہتے کہ سیٹھ صاحب کا مغز پھر گیا ہے۔ پھل کھانے کا اسے بڑا شوق تھا۔ روزانہ کئی قسم کے پھل منگواتا چونکہ خاکسار کے ساتھ اس کو ایک حد تک مشغلہ کے طور لگاؤ تھا۔ میل و جول کا لحاظ رکھتے ہوئے میرے لئے بھی کچھ پھل رکھ چھوڑتا۔ جب میں آتا تو ملازم کو کہتا کہ جاؤ بائی جی سے مولوی کے لئے فلاں فلاں پھل لاؤ۔ لیکن پھر ملازم بائی جی سے واپس نہ آتے پھر مجھے کہتا کہ آپ فلاں ملازم کو بلائیں۔ پھر میں بلاتا۔ تو ملازم کہتا۔ کہ ہم بائی جی کے کام میں ہیں۔ غرض بڑی چیخ و پکار کے بعد بائی جی زنانہ دروازے پر آئیں اور جواب دیتیں کہ پھل تو تھوڑے سے ہی ہیں۔ پھر تم مانگو گے تو تمہیں کیا دیا جائیگا۔ تمہارا مغز اب ٹھکانے پر نہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا۔ کہ گھر کے لوگوں کے خوف سے بیٹھک میں ہی میرے لئے پھل وغیرہ رکھ چھوڑتا بیچارہ مجبور تھا۔ اور یہ مجبوری بڑھاپے کا عبرت آموز پیغام تھا۔

لمبی بیماری میں بڑھاپے سے زیادہ خوفناک حالات پیدا ہوتے ہیں۔ بڑھاپا اور بیماری یہ دو راہیں ایسی ہیں کہ چار و ناچار ہر ایک کو ان میں داخل ہونا ہے۔ ان دو راہوں سے گزرنے پر بڑے سے بڑے ظالم اور سخت سے سخت انسان کی بھی شیخی اور اکڑبازی مظاہرۂ سرمایہ داری اور علم و فلسفہ خاک میں مل جاتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان اور صاحب قسمت ہے وہ انسان جو بڑھاپے بیماری اور موت کی راہوں میں داخل ہونے سے قبل خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس سرکش کی شیخی اور بے جا اکڑبازی کو خاک میں ملا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد
پئے حرص دُنیا مدہ دیں بباد
بدیں دارِ فانی دل خود مبند
کہ دارد نہاں راحتش صد گزند
اگر باز باشد ترا گوش ہوش
ز گورت ندائے در آید بگوش
کہ اے طعمۂ من پس از چند روز
پئے فکرِ دنیائے دُوں کم بسوز

پھر اسی طرح آپ نے فرمایا ؎ اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں ٭ کیا تم کو خوف مرگ و زوالِ فنا نہیں۔ والسلام (باقی آئندہ) طالب دعا صوفی نزیل دار الامان۔

۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابی کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں ۲۶ مئی کو الحکم کا ایک خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں ——— بشرطیکہ اس کی

پانچ ہزار کاپیوں کی اشاعت

کا انتظام قبل از وقت ہو جائے۔ میں صرف پچاس محبانِ مسیح موعود علیہ السلام کو پکارتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر الحکم کے پورے ۴۰ صفحے پر شائع ہوگا۔ اس میں اوّل سے لیکر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت، سیرت اور نگار ناموں کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا۔ ایک کاپی کی قیمت چار آنے ہوگی۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور فدائی خدام میں سے پچاس ایسے اشخاص اپنے نام دینگے۔ جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔ اگر پانچ ہزار کاپی پوری نہ ہو سکی۔ تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اس اشاعت کو ملتوی کر دونگا۔ اس لئے مارچ کے آخر تک اس تعداد کو پورا کر دیا جائے۔ ——— میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار ——— عرفانی

مشاہدات عرفانی

یعنے

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلادِ اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے

نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لیکر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار۔ اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگیگا۔ قعرِ مذلت سے نکلکر بام رفعت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔ ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے۔ معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔ مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشو و نما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے

قیمت جلد اول　دو روپے آٹھ آنے　علاوہ محصول ڈاک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو گئی۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں۔ جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے

پہلے نمبر میں

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔ اور

دوسرے نمبر میں

حضرت چوہدری رستم علی خاں رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔ اور

چوتھے نمبر میں

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں

اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سردست ——— ایک روپیہ ہے

لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائیگی۔ تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔

تھوڑی جلدیں طبع ہوئی ہیں۔ جلد منگوالیں!

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم قادیان سے شائع ہوا